پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی آخری قسط

انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

حضرت مفتی صاحب کی روایت صحیح بخاری کی روایت (جو پیچھے گزر چکی ہے) کے خلاف ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت طلحہؓ انتخاب کے موقع پر موجود تھے اور وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی تجویز کے مطابق حضرت عثمانؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے۔

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ خلیفہ کی تقرری سے متعلق حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں سے اختیار لینے کے بعد اٹھے۔

ان دونوں کے بارے میں لوگوں کی رائیں معلوم کیں، لوگوں سے علیحدہ علیحدہ بھی مشورے لیئے اور اعلانیہ مجمعوں میں بھی رائے معلوم کی، رازداری کے طور پر بھی کچھ لوگوں کے رجحانات کا پتہ چلایا اور برملا بھی، یہاں تک کہ خواتین سے پردوں کے پیچھے سے بات کی، یہی نہیں بلکہ دوسرے شہروں سے آنے والے بدوؤں اور قافلہ والوں سے بھی ان کے خیالات معلوم کیے یہاں تک کہ مکتب کے بچوں تک سے ان کی خواہشات اور رجحانات کا پتہ چلایا۔تین دن اور رات ان کا یہی مشغلہ اور وظیفہ رہا انہوں نے کسی دو کو بھی حضرت عثمانؓ کی افضلیت کا منکر نہیں پایا۔وہ ان دنوں اور راتوں میں بہت کم سوئے۔نماز واستخارہ میں اور اہل الرائے کی رائیں معلوم کرنے میں مشغول رہے۔چوتھے روز (یعنی حضرت عمرؓ کی وفات کے چوتھے دن) اہل شوریٰ اسی جگہ جمع ہوئے جہاں پہلے روز ان کا اجتماع ہوا تھا۔

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو بلایا جب یہ دونوں حضرات آ گئے تو فرمایا:

میں نے لوگوں کی آراء معلوم کیں، کسی کو بھی ایسا نہیں پایا جو آپ دونوں پر کسی کو فوقیت دیتا ہو یا آپ کے برابر کسی کو سمجھتا ہو۔پھر ان دونوں سے عہد لیا کہ اگر ان کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو وہ عدل کریں گے اور اگر ان کے اوپر دوسرے کو ولی قرار دیا گیا تو سمع وطاعت کا معاملہ کریں گے۔

اس عہد اور قول وقرار کے بعد پھر دونوں کو لیئے مسجد چلے گئے۔جمعہ کی اذان ہوئی، اس روز حضرت عبدالرحمٰنؓ نے وہ عمامہ باندھا جو رسول اللہؐ نے ان کو عطا فرمایا تھا، تلوار حمائل کی، مہاجرین وانصار میں سے اہم شخصیات کو خصوصی طور پر آدمی بھیج کر بلایا، جمعہ کی اذان ہوئی، مسجد کھچا کھچ بھر گئی اور لوگ ایک دوسرے سے پیوست ہو کر بیٹھے یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے لئے بیٹھنے کی جگہ بھی نہ رہی تو وہ آخری صف میں جا کر بیٹھ گئے کیونکہ ان کے اندر حیا کا مادہ زیادہ تھا۔پھر عبدالرحمٰن بن عوفؓ منبر

پر چڑھے اور دیر تک کھڑے رہے اور ایک طویل دعا کی جو بہت سے لوگوں نے ازدحام کی وجہ سے نہیں سنی پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر بولے:

حضرات: میں نے آپ سے تنہائیوں میں آپ کی آراء معلوم کیں اور اعلانیہ طور پر بھی میں نے آپ میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا جو ان دونوں کے برابر کسی اور کو خلافت کا اہل سمجھتا ہو علیؓ ہوں یا عثمانؓ۔

لہٰذا علیؓ آپ کھڑے ہو جایئے اور میرے قریب آجایئے۔ حضرت علیؓ ان کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

کیا آپ میرے ہاتھ پر عہد کرتے ہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام اور ابو بکرؓ و عمرؓ کے طریقہ پر خلافت کا کام کروں گا؟

حضرت علیؓ نے فرمایا: اس کا وعدہ نہیں کرتا لیکن اپنے امکان بھر خلافت کا حق ادا کرنے کی سعی و جہد کروں گا۔

عبدالرحمٰن نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر کہا عثمانؓ میرے پاس اٹھ کر آیئے: وہ آئے تو ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا آپ میرے ہاتھ پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق اور ابو بکرؓ و عمرؓ کے طریقہ پر چلنے کا عہد کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں

پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا (وہ اس وقت حضرت عثمانؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے) اور کہا اے اللہ! تو سن لے اور گواہ رہنا، اے اللہ! تو سن لے اور گواہ رہنا کہ میری گردن میں جو قلادۂ (خلافت) تھا وہ میں اتار کر عثمانؓ کی گردن میں ڈالتا ہوں۔ اس کے بعد لوگوں کی بھیڑ ہو گئی اور سب نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ عبدالرحمٰن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست پر بیٹھے رہے اور عثمانؓ کو منبر کی دوسری سیڑھی پر بٹھایا۔ لوگ آ کر بیعت کرتے رہے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے بھی بیعت کی (سب سے پہلے یا سب سے آخر میں، اس میں اختلاف ہے)

(المرتضٰی ص ۱۹۹۔۲۰۲۔ مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۸ء)

موصوفؒ ”اتباع سنت شیخین“ کی شرط کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے طرز خلافت سے سب لوگ مانوس تھے اور اس طریقہ کو پسند کرتے تھے اور ان کو اطمینان تھا کہ ان کا طرز عمل وہ بہترین طرز تھا جو خلافت نبوت کے لئے موزوں تھا اور اس راستہ میں تمام خطرات سے امان ہے اور اس میں انحراف اور کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں۔ اس لئے جب حضرت عثمانؓ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد طریقۂ شیخینؓ کا نام لیا گیا تو وہ راضی ہو گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی مطمئن ہو گئے۔

دوسری طرف حضرت علیؓ (جو خود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بلند پایہ عالم اور اجتہاد کے اہل تھے) کو پورا حق تھا کہ اس شرط کو قبول نہ کریں لیکن یہ بات لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ وہ شیخینؓ کے طریقۂ عمل کے خوگر اور شیدائی تھے اسی لئے انہوں نے حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر ترجیح دی کیونکہ انہوں نے کتاب وسنت کے ساتھ اسوۂ شیخینؓ کی پیروی کی شرط قبول کر لی۔

ہم نے مذکورہ بالا روایت (البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر جلد ۷ ص ۱۴۴۔۱۴۷) کو اس لئے ترجیح دی کہ یہ تمام روایتوں کی جامع ہے اور ان روایتوں کی بنیاد صحاح اور قابل اعتماد روایت پر ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۲۰۱۔۲۰۲ برحاشیہ)

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ موصوف کی پیش کردہ روایت اور توجیہ دونوں صحیح بخاری کی روایت اور نفس واقعہ کے خلاف ہے۔ قارئین کرام مذکورہ تفصیل کا تقابلی مطالعہ فرما کر خود ہی کوئی نتیجہ نکال لیں۔

معلوم نہیں کہ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے دست بردار ہونے کے بعد جب حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں خلیفہ کے انتخاب کا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر چکے تھے تو پھر تین دن اور تین رات تک مسلسل یہ مشاورت کس بات پر ہوتی رہی؟ جب مقابلے میں کوئی تیسرا امیدوار ہی نہیں تھا تو صحابہؓ و تابعینؒ سے یہ توقع کیوں کر ہو سکتی تھی کہ انہوں نے اس طویل مشاورت کے دوران میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر کسی تیسرے شخص کو ترجیح اور فوقیت نہیں دی؟

سخت حیرت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور دیگر صحابہؓ نے ایک عبث کام پر اپنا قیمتی وقت اور تمام تر صلاحیتیں صرف کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مشاورت صرف اسی ایک بات پر ہی ہوتی رہی کہ خلافت کے ان دونوں امیدواروں میں سے کس کو ترجیح دی جائے؟

چنانچہ اس سعی وجہد کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ ایک دو کے سوا صحابہؓ و تابعینؒ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں اپنی رائے دی جس کی بناء پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان کی خلافت کا اعلان کر دیا۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی توضیح کے مطابق رائے عامہ تو دونوں کے حق میں یکساں و برابر تھی لیکن حضرت علیؓ نے چونکہ سنت شیخینؓ کے اتباع کی شرط تسلیم نہیں کی اس لئے وہ خلافت کے لئے منتخب نہیں ہو سکے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت علیؓ اس شرط کو قبول کر لیتے تو پھر فیصلہ ان ہی کے حق میں ہوتا۔

صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت علیؓ سے صاف طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ:

یا علی انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارھم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا. (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس رقم الحدیث ۷۲۰۷)

اے علیؓ! میں نے لوگوں کو دیکھا کہ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے لہٰذا آپ میری طرف سے اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرنا۔

اسی طرح صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت علیؓ کا بیعت کرنا بھی ثابت ہے۔ان کا آخر میں بیعت کرنا یقیناً محل نظر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پہلے حضرت علیؓ کا ہاتھ تھام کر ان سے یہ اقرار لیا کہ: اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ عدل وانصاف کریں گے اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ ان کا حکم سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے۔

الغرض جب دونوں حضرات سے اقرار لے چکے تو کہنے لگے:

ارفع یدک یا عثمانؓ فبایعه فبایع له علی و ولج اهل الدار فبایعوه

اے عثمانؓ اپنا ہاتھ اٹھایئے پس انہوں نے ان سے بیعت کی پھر حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کی اور سب مدینے والے بھی اس عمل میں شریک ہوگئے اور انہوں نے بھی ان سے بیعت کر لی۔

حضرت عثمانؓ کے انتخاب سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ وہ شیخینؓ کے بعد پوری امت میں سب سے افضل ہیں کیونکہ انتخابی کمیٹی کے چیئر مین حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ گواہ ہے کہ میں تم میں سے افضل شخص کو منتخب کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔(صحیح بخاری حوالہ مذکور) صحیح بخاری کی روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی ہے کہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خلافت کے دونوں امیدواروں کے سامنے سنت شیخینؓ کے اتباع کی کوئی شرط نہیں رکھی (کہ جس کے انکار سے حضرت علیؓ خلیفہ منتخب نہیں ہو سکے) بلکہ خود حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بیعت کرتے وقت یہ الفاظ استعمال کیے کہ:

ابا یعک علی سنة اللّٰه و سنة رسوله و الخلیفتین من بعده

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس رقم الحدیث ۷۲۰۷)

میں اللہ، اس کے رسولﷺ اور ان کے بعد دو خلیفوں (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کی سنت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں۔